رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۵ — ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ـ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۵
ششماہی ۳
سہ ماہی ۱/۱۲

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

قیمت فی پرچہ ایک آنہ — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہندوستان ۱۸

جلد ۲۵ | مورخہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ | یوم چہارشنبہ | مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء | نمبر ۳۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۸ فروری سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو دردِ نقرس سے آج نسبتاً تخفیف رہی۔ لیکن تا حال پاؤں زمین پر نہیں لگایا جاتا۔ اور ذرا سی ٹھیس سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت عطا فرمائے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

نظارت بیت المال کی طرف سے محصل صاحبان بسلسلہ تشخیص بجٹ و تحصیل چندہ مختلف اضلاع میں بھیجے گئے ہیں۔

آج مطلع ابر آلود ہے۔ اور اس وقت تک کہ رات کے دس بجے ہیں کچھ ترشح بھی ہوا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

پاک سرشت نفوس کے اندرونی اسرار

"انسان کی پاکی یا پلیدی ہزاروں پردوں کے اندر ہوتی ہے۔ اور اس کو کوئی نہیں جانتا۔ مگر محض خدا۔ اور جیسا کہ ایک ناپاک طبع آدمی اپنی ناپاکی کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ کوئی اس پر اطلاع پاسکے ایسا ہی وہ آدمی جو پاک سرشت ہے۔ اور خدا کے ساتھ ایک گہرا تعلق رکھتا ہے۔ وہ اپنے ان مخفی تعلقات کو ظاہر نہیں کرتا جو خدا کے ساتھ ہیں۔ اور ایسا چھپاتا ہے۔ جیسا کہ گنہگار اپنے گناہ کو۔ اور اگر کوئی اس کے ان پوشیدہ اسرار پر اطلاع پائے۔ جو خدا کے ساتھ وہ رکھتا ہے تو وہ ایسا شرمندہ ہوتا ہے۔ کہ جیسا کہ ایک بدکار عین بدکاری میں پکڑا جائے خالص محبت الٰہی اور خالص عشق الٰہی اخفاء کو چاہتا ہے اس لئے پاک لوگوں کے اندرونی اسرار پر کوئی واقف نہیں ہوسکتا۔ ہاں خدا نہیں چاہتا۔ کہ وہ مخفی رہیں۔ اور وہ اپنے دوستوں کے لئے اس قدر غیرت مند ہے۔ کہ کوئی دنیا میں ایسا غیرت مند نہیں ہوگا۔ وہ ان کے لئے بڑے بڑے کام دکھاتا ہے۔ اور ان کی عزت کو تمام دنیا میں شہرت دیتا ہے۔ نادان دشمن چاہتا ہے۔ کہ وہ معدوم ہوجائیں۔ ان کا نام ونشان نہ رہے۔ وہ ذلیل اور بدنام ہوجائیں۔ اور ان کی زندگی ناپاک اور ملوث ثابت ہو۔ اور ہزاروں تہمتوں کا انبار لوگوں کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ مگر وہ جو ان کے دل کو دیکھتا ہے۔ اور ان کے پاک تعلق پر اطلاع رکھتا ہے۔ وہ اس شریر دشمن کے مقابل پر آپ کھڑا ہوجاتا ہے۔ اور اس کی غیرت اپنے اس پیارے کے لئے جوش مارتی ہے۔ تب وہ لاکھوں تہمتوں کو ایک ہی کرشمۂ قدرت سے کالعدم کر دیتا ہے" (ترجمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶)

ذکرِ حبیبؑ

یعنی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک کی باتیں

۲۱- قریب رہنے کی کوشش

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں جو احباب قادیان آتے تھے۔ ان سب کی یہی خواہش ہوتی تھی۔ کہ زیادہ سے زیادہ جتنا وقت مل سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہیں۔ اور اگر ممکن ہو تو رہائش کے واسطے بھی مکان حضرت صاحب کے مکان کے اندر ہی ملے۔ ورنہ اس کے قرب وجوار میں کوئی جگہ مل جائے۔ میں جب پہلے ہجرت کر کے اپنی بیوی بچوں کے ساتھ قادیان آیا۔ تو حضرت صاحب نے مجھے اپنے مکان کے اندر ہی ایک حصہ میں رہنے کی جگہ دی۔ جہاں میں قریب ایک سال رہا۔ اس کے بعد قریب ایک سال حضرت صاحب کے مکان کے اس حصہ میں مقیم رہا۔ جہاں اب اندرون شہر نواب صاحب والا مکان ہے۔ جس میں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب رہتے ہیں۔ اس کے بعد بھی اسی محلہ میں قریب قریب مکان لیتا رہا۔ ایک دفعہ ایک مکان فروخت ہوتا تھا میں نے اس کے خریدنے کا ارادہ کیا۔ یہ مکان اس زمین پر تھا جہاں اب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا مکان ہے۔ اس مکان کا نصف حصہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خرید چکے تھے۔ جو نصف باقی تھا۔ اس کے متعلق میں نے حضرت صاحب سے عرض کیا۔ کہ مجھے اجازت دی جائے تاکہ میں خرید لوں۔ حضور نے میرے عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

"مجھے پہلے سے خیال ہے کہ وہ باقی حصہ ہمارے ہاتھ میں آجائے بشرطیکہ نرخ گراں نہ ہو کیونکہ روپیہ نہیں ہے۔ اگر میرے ہاتھ آگیا اور میں نے مکان بنایا تو خود نیچے مکان میں آپ کے لئے انشاء اللہ تجویز کر دوں گا۔ کسی طرح سے قیمت تشخیص ہونی چاہیئے۔ والسلام
مرزا غلام احمد عفی عنہ"

خاکسار مفتی محمد صادق

بجٹ آمد جلد بھجوائے جائیں

اطلاع عام کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بجٹ برائے مالی سال ۳۷-۱۹۳۸ء کی تیاری اس وقت ہو رہی ہے۔ اور بجٹ فارم برائے تشخیص آمد جماعتوں کو بھجوائے جا چکے ہیں۔ جن پر نوٹ ہے کہ ۱۵ر فروری ۱۹۳۷ء تک خانہ پری کر کے واپس کر دیئے جائیں:۔

چونکہ آئندہ مجلس شاورت ۲۶-۲۷-۲۸ مارچ ۱۹۳۷ء کو منعقد ہوگی۔ اور اس سے ایک ماہ قبل بجٹ مکمل کر کے اور طبع کروا کر جماعتوں کو بھجوائے جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ بجٹ آمد جس قدر جلد ممکن ہو سکے بھیج دیئے جائیں۔ تا صحیح رقوم بجٹ ما میں درج کی جاسکیں۔ اور آئندہ سال کے اخراجات کے بجٹ کی بنیاد صحیح آمد پر رکھی جا سکے۔

اب تک جو بجٹ جماعتوں کی طرف سے وصول ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد بہت ہی کم ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جماعتیں باوجود تاکید کرنے کے اس طرف پوری طرح سے متوجہ نہیں ہوئیں۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا جماعتوں سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو بجٹ بھجوا دیں۔ ورنہ فارم تشخیص آمد کے مطبوعہ نوٹ کے مطابق نظارت ہذا مجبور ہوگی۔ کہ جو بھی بجٹ مناسب خیال کرے تجویز کر دے۔

ناظر بیت المال قادیان

زیر تجویز مناظرہ کے متعلق ایک مفید تجویز

احباب کو معلوم ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس جناب مولوی محمد علی صاحب سے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر فیصلہ کن مناظرہ کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔ مگر مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے اس مسئلہ پر بحث میں رخنہ اندازی ہو رہی ہے۔ اسی سلسلہ میں ہمارے دوست مولوی مسیح الدین صاحب احمد نے جمرود سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا ہے:۔

"مولوی محمد علی صاحب آف لاہور نے مناظرہ کا چیلنج دیا ہے۔ گو وہ ایسے مرد میدان تو معلوم نہیں ہوتے۔ کہ وہ اس مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ اور حضور سے مقابلہ کی جرأت کر سکیں۔ صرف نمائشی چیلنج معلوم ہوتا ہے۔ تاہم اگر وہ آمادہ ہو جائیں تو گو اس کے شرائط حضور اور حضور کے نمائندے مجھ سے ہزار درجہ بہتر سمجھ سکتے اور تجویز کر سکتے ہیں۔ مگر جو ایک بات میری رائے میں ہے وہ پیش کرتا ہوں۔ مقام مناظرہ اگر لاہور مولوی صاحب پسند کریں۔ تو احمدیہ جماعت کے قیام وطعام اور حفظ امن کے وہ ذمہ وار ہوں۔ اور جس قدر افراد بھی شمولیت کے لئے ہماری جماعت میں سے بیرونجات سے جائیں وہ سب کے ٹھہرنے اور کھانے کا انتظام کریں۔ کیونکہ وہ ان کا مرکز ہے۔ لیکن اگر وہ مع اپنے رفقا قادیان آنا اور قادیان میں مناظرہ منظور کریں۔ تو ان کی رہائش وخوراک اور حفظ امن کی ذمہ واری ہماری جماعت پر ہو۔ اس طرح بھی ان کے بلند بانگ دعاوی دربارہ جماعت اور چندوں کی ترقی کا پول کھل جائے گا۔ اور ان کی ہمت کا امتحان ہوگا۔ خدا کرے وہ اس امتحان کے لئے آمادہ ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمارے شامل حال ہو۔ صداقت احمدیت کا نور دنیا میں پھیلے آمین"

بلاشبہ جناب مولوی مسیح الدین صاحب کی یہ تجویز بہت مناسب ہے۔ کیا جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اس پر بھی غور فرمائیں گے۔ خاکسار۔ ابوالعطاء۔ جالندھری

حصہ داران دارالانوار کمیٹی

دارالانوار کمیٹی کے حصہ داروں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ ماہ فروری ۱۹۳۷ء کی قسط مطابق قواعد بجائے ۲۵ فی حصہ کے ۲۹ فی حصہ جلدی آنی چاہیئے۔ کیونکہ اس ماہ کی قسط کے ساتھ ۴ فی حصہ مشترکہ اغراض کے ہر ایک حصہ دار سے لئے جاتے ہیں:۔

سکرٹری دارالانوار کمیٹی قادیان

اخبار احمدیہ

درخواستہائے دعا ہدایت اللہ صاحب پسر محمد حسین صاحب مصنف جھوک مسیح بعارضہ نمونیہ انڈین ملٹری ہسپتال ۱۴۲ راولپنڈی میں سخت بیمار ہیں۔ محمد اللہ داد صاحب قادیان کی بھاوجہ صاحبہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ سید مشتاق احمد صاحب سونگھڑوی کو عرصہ دراز سے جگر ومعدہ کی سخت کمزوری اور دیگر متعدد بیماریاں لاحق ہیں۔ محمد ابراہیم صاحب نگریا (اڑیسہ) دو سال سے بیکار ہیں۔ احباب ان سب کی صحت کے لئے اور بے کار اصحاب کے باکار ہونے کے لئے دعا فرمائیں:۔

اعلان نکاح مجید احمد ولد شیخ نواب الدین صاحب چانگریاں ضلع سیالکوٹ کا نکاح مبلغ پانچ صد روپیہ مہر پر حمیدہ بیگم بنت مولوی احمد دین صاحب مرحوم موضع نارووال سے مورخہ ۱۲/۲/۳۷ کو حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ احباب دعا کریں کہ یہ تعلق جانبین کے لئے موجب برکت ہو۔ مرزا مہتاب بیگ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

ہندو بیوگان کو حقِ وراثت دلانے کا قانون بن گیا

اسمبلی کے حال کے اجلاس میں وُہ بل تو مسترد ہوگیا۔ جس میں نہ صرف ہندوؤں کی مختلف ذاتوں میں شادی کو جائز قرار دیا گیا تھا۔ بلکہ اسے یہاں تک وسعت دے دی گئی تھی۔ کہ غیر ہندوؤں اور خاص کر مسلمانوں کو بھی اس سے خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔ اور ہم نے بھی اس مسودۂ قانون کی سخت مخالفت کی تھی۔ البتہ ہندو بیواؤں کو وراثت میں سے حق ملنے کا بل پاس ہوگیا۔ جسے ایک ہندو ڈاکٹر دیشمکھ نے پیش کر رکھا تھا۔ اور جس کی حمایت حق و انصاف کے رُو سے ہم نے بھی کی تھی ؛

ڈاکٹر دیشمکھ نے اس بل کی تائید میں تقریر کرتے ہُوئے کہا۔ اس کے ذریعہ ہندو عورتوں کے کم سے کم حقوق کے تحفظ کا انتظام مقصود ہے۔ اس بل کا مقصد یہ نہیں۔ کہ ہندو مردوں کے حقوق کو چھینا جا رہا ہے۔ بلکہ درحقیقت اس کے ذریعہ ہندو عورتوں کے چھنے ہُوئے حقوق کا کچھ حصہ واپس کیا جا رہا ہے ؛

چونکہ اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا۔ کہ ہندو دھرم نے ہندو بیواؤں کے ساتھ جو ناانصافی روا رکھی ہے۔ اس کا قانون کے ذریعہ تدارک کرایا جا رہا ہے اس لئے ڈاکٹر دیشمکھ نے اس ناانصافی کی ذمہ واری ایک طرف تو یہ کہکر برطانوی حکومت پر رکھدی کہ "برطانوی حکومت کی ہندوستان میں آمد کے ساتھ ساتھ ہندو قانون میں ایسی خرابیاں پیدا ہوگئیں۔ کہ جن کے ذریعہ ہندو عورتوں کے جائز حقوق غصب ہوگئے"۔ اور دوسری طرف پنڈتوں کو قصوروار قرار دیتے ہُوئے کہا :-

"ان خرابیوں کے پیدا ہو جانے کی ذمہ واری کسی حد تک ان ہندو پنڈتوں پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے اپنی مطلب براری کے لئے جان بوجھ کر سنسکرت کے شلوکوں کے غلط معنی نکالے۔ حتیٰ کہ پریوی کونسل کے بہت سے فیصلے ان سنسکرت شلوکوں پر مبنی ہیں۔ جن کا غلط ترجمہ کیا گیا ہے"۔

یہ عذر تراشی محض اس لئے کی گئی۔ کہ ہندو دھرم پر زد نہ پڑے۔ اور یہ نہ کہا جائے۔ کہ بیواؤں کا وراثت میں حصہ مقرر نہ کرنے کی ناانصافی ویدک دھرم نے کی ہے۔ لیکن یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ وُہ برطانوی حکومت جس نے قانون کی قوت سے ستی۔ انسانی قربانی۔ اور دختر کشی ایسی ظالمانہ ہندوانہ رسُوم کا قلع قمع کیا۔ اس نے ہندو بیواؤں کو ورثہ کے حصہ سے کیوں محروم رکھا۔ اور اس میں اس کا کیا فائدہ تھا ؛

باقی رہے پنڈت ان کو قصوروار قرار دیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ حق انہی کو پہنچ سکتا ہے۔ جو خود ویدک دھرم کے ماہر اور ودوان ہونے کے مدعی ہوں۔ نہ کہ ایک ایسا شخص جو خوش قسمتی سے اسمبلی کا ممبر بن گیا ہو۔ اور جسے قطعاً یہ دعوےٰ نہ ہو۔ کہ وُہ صدیوں میں پیدا ہونے والے ہزارہا پنڈتوں سے زیادہ ویدک دھرم کو سمجھتا۔ اور سنسکرت زبان کا ماہر ہے۔ موجودہ زمانہ میں پنڈت دیانندجی کو ویدک دھرم کا سب سے بڑا نمائندہ ہونے کا دعوےٰ تھا۔ اور ان کے پیرو تو انہیں بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے بزعم خود پنڈتوں کی پیدا کردہ بہت سی خرابیوں کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کی دل کھول کر مخالفت بھی کی ہے۔ مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ انہوں نے کہیں یہ نہیں لکھا۔ کہ ہندو بیواؤں کو ورثہ کے حق سے محروم کرنے کا باعث وُہ پنڈت ہیں۔ جنہوں نے سنسکرت کے شلوکوں کے غلط معنی پیش کئے۔ حتےٰ کہ انہوں نے کہیں یہ بھی ذکر نہیں کیا۔ کہ ویدک دھرم نے عورتوں کا باپ یا خاوند کے ورثہ میں کوئی حق رکھا ہے حالانکہ انہوں نے عورتوں کی زندگی کے نازک ترین پہلو پر بھی اپنے نقطۂ نگاہ سے تفصیلی بحث کی ہے ؛

پس یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ ہندو دھرم نے تو عورتوں کو وراثت میں حصہ دار قرار دے رکھا ہے۔ لیکن پنڈتوں نے انہیں محروم کر دیا۔ دراصل ان کا حصہ ہی نہیں رکھا گیا۔ اور اسی بناء پر قدامت پسند ہندوؤں کے حلقہ سے اس بل کی مخالفت کی گئی تھی۔ لیکن چونکہ یہ مخالفت غیر منصفانہ تھی اس لئے اس کی کوئی پرواہ نہ کی گئی۔ اور بل پاس ہوگیا ؛

اس بارے میں گورنمنٹ ہند کے لاء ممبر این۔ این سرکار نے بہت معقول تقریر کی۔ انہوں نے کہا :-

"گزشتہ کئی صدیوں سے ہندو عورت کی حالت سخت قابلِ رحم رہی ہے اتنی قابلِ رحم کہ ہندوؤں کو اس پر شرم محسوس کرنی چاہیئے۔ موجودہ ہندو سوسائٹی میں ہندو عورت کو جو درجہ حاصل ہے۔ اس کو دلائل کے ذریعہ بھی منصفانہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا۔ کہ شاستر خواہ کچھ کہیں۔ نہ صرف ہندو عورتوں۔ بلکہ ہندو مردوں کی بھی حالت روز بروز گرتی جا رہی ہے۔ اور یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ جب ہم غلام بن گئے۔ تو اس وقت ہمارے پاس اپنی عورتوں کے سوائے اور کوئی نہ تھا۔ جسے ہم غلام بنا سکتے"۔

بہرحال بہت اچھا ہُوا۔ کہ ایک بہت بڑی بے انصافی کے انسداد کی کچھ نہ کچھ صورت تو پیدا ہوگئی ؛

بنگال کی دو مسلم سیاسی پارٹیوں میں اتحاد

بنگال اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لینے والی دو مسلم سیاسی پارٹیاں۔ یعنی مسلم لیگ پارٹی اور پرجا پارٹی۔ جن کے ارکان کی تعداد علے الترتیب ۵۳۔ اور ۲۵ ہے۔ علیحدہ علیحدہ طور پر نہ تو کوئی وزارت قائم کرسکتی ہیں۔ اور نہ انہیں اڑھائی سو کی اسمبلی میں کوئی اہمیت حاصل ہوسکتی ہے اس لئے مسلمانان بنگال کے مفاد کے پیش نظر ان کے لئے بہتر صورت یہی ہے کہ وُہ باہم متحد ہو کر جدید آئین کو قبول کرنے والی دوسری پارٹیوں کے تعاون سے بنگال میں ایک مضبوط وزارت قائم کریں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی ان دو پارٹیوں کے قائدین نے اتحاد کی ضرورت کو محسُوس کرتے ہوئے اسے جامۂ عمل پہنایا ہے۔ چنانچہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ چند روز سے پرجا پارٹی اور مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر اس کوشش میں مصروف تھے۔ کہ مسلمانوں کی ان دو پارٹیوں کو متحد کیا جائے۔ ان کی یہ کوششیں موثر ثابت ہُوئی ہیں۔ اور دونوں پارٹیوں میں اتحاد ہوگیا ہے

اگر یہ اطلاعات درست ہیں تو اس سے بڑھ کر خوشکن بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس باہم اتحاد کے بعد چاہیئے۔ کہ انڈیپنڈنٹ مسلم ارکان کو بھی اپنے ساتھ ملا لیں۔ اور پھر متحدہ طور پر دوسری غیر مسلم سیاسی پارٹیوں سے وزارت کے بارے میں گفت و شنید کریں۔ کیونکہ یہی وُہ طریق

حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقی عزت کون کرتا ہے؟

عیسائی ——— یا ——— غیر احمدی ——— یا ——— احمدی

سیدنا حضرت عیسےٰ علیہ السلام یہودی قوم میں پیدا ہوئے جس نے آپ کی ولادت کو ناجائز قرار دیا۔ اور آپ کے دعوئے نبوت کو محض کذب وافترا سمجھا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ماننے والے لوگ تین قسموں میں منقسم ہیں۔

(۱) عیسائی جو آپ کو خدا کا بیٹا اور اقانیم ثلاثہ میں سے ایک اقنوم قرار دیتے ہیں۔ اور ان کی الوہیت کے عقیدہ میں ہی انسانوں کی نجات سمجھتے ہیں

(۲) عام غیر احمدی مسلمان جو حضرت عیسےٰؑ کو ایسا نبی اور رسول مانتے ہیں جو قریباً دو ہزار برس سے آسمان پر اسی خاکی جسم کے ساتھ موجود ہے ؛

(۳) جماعت احمدیہ جو آپ کو خدا کا برگزیدہ نبی اور رسول یقین کرتی ہے۔ لیکن انہیں جملہ انبیاء علیہ السلام کی طرح وفات یافتہ مانتی ہے ؛

اسلامی شریعت نے حضرت مسیحؑ کے حق میں غلو کرنے والوں کو عقیدہ الوہیت مسیحؑ سے روکا۔ تو انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو حضرت مسیحؑ کی ہتک کرنے والا بتایا۔ مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر زویمر نے اپنی کتاب "السر العجیب" میں سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے۔

"وان رسالة محمد مهما كان تاثيرها في تاريخ العرب و تأسيس التوحيد في ايام الجاهلية ما كانت في نتيجتها الا تغطية لوجه يسوع ابن الله" (صفحہ ۵۵-۵۶) کہ ان کی رسالت کا سرزمین عرب اور وہاں کے باشندوں کی تاریخ نیز ایام جاہلیت میں توحید کے قائم کرنے کے متعلق خواہ کچھ اثر ہو۔ لیکن انکی رسالت کے نتیجہ میں یسوع ابن اللہ کا چہرہ ضرور چھپ گیا ہے۔

مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند تحریر فرماتے ہیں۔ "نصارے بزعم خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو دشمن عیسےٰ سمجھتے ہیں۔" (ہدیۃ الشیعہ صفحہ ۲۴۵)

یہ بات قریباً ہر متعصب پادری کہتا اور عیسائیوں کو اسلام اور بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام سے متنفر کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح جب بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات کا اعلان فرمایا اور غیر احمدی علماء ان کی حیات کے اثبات سے عاجز ہو گئے۔ تو انہوں نے عوام کو سلسلہ احمدیہ سے بدظن کرنے کے لئے یہ اتہام تراشا کہ بانیٔ احمدیت اور احمدی جماعت حضرت مسیح ناصریؑ کی ہتک کرتے ہیں۔ یہ اعتراض بڑی شدومد سے بکثرت شائع کیا گیا۔ اور کیا جا رہا ہے۔ اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ہر سہ فریق کے عقیدہ دربارہ حضرت مسیحؑ کا موازنہ کرکے بتائیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقی عزت کون کرتا ہے؟ عیسائی یا غیر احمدی یا احمدی ؛

عیسائیوں نے ایک طرف حضرت مسیحؑ کو خدا قرار دیا۔ اور دوسری طرف انہیں لعنتی تسلیم کیا۔ چنانچہ پولوس گلتیوں کے نام کے خط میں لکھتا ہے۔

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔" (۳/۱۳)

اہل انصاف حضرات غور فرمائیں کہ کیا عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنتی مان کر کھلے طور پر ان کی ہتک نہیں کر رہے؟ عیسائی کہتے ہیں کہ نہ صرف مسیح لعنتی بنے۔ بلکہ انہوں نے "ہاویہ" کی سزا بھی برداشت کی۔ اور تین دن تک عذاب الٰہی میں مبتلا رہے۔

جماعت احمدیہ کے عقیدہ میں حضرت مسیحؑ خدا کے مقرب بندے تھے اور ان کو لعنتی سمجھنا خطرناک جرم ہے بانی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"اسی وجہ سے لغت عرب میں لعین شیطان کا نام ہے۔ پس کس طرح یہ ناپاک نام جو شیطان کے حصہ میں آگیا ایک پاک دل کی طرف منسوب کیا جائے۔ میرے مکاشفہ میں مسیحؑ نے اپنی بریت اس سے ظاہر کی ہے اور عقل بھی یہی چاہتی ہے۔ کہ مسیحؑ کی شان اس سے برتر ہے۔ لعنت کا مفہوم ہمیشہ دل سے تعلق رکھتا ہے اور یہ نہایت صاف بات ہے۔ کہ ہم خدا کے مقرب اور پیارے کو کسی تاویل سے ملعون اور لعنتی کے نام سے موسوم نہیں کرسکتے۔"

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۱)

پس اگر عیسائی صاحبان ایک طرف حضرت مسیحؑ کو خدا قرار دے کر ان کی شان میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ تو دوسری طرف انہیں لعنتی مان کر راندۂ درگاہ ایزدی بتلانے میں بھی ظلم کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اور حقیقی عزت

کا طریق اس افراط وتفریط کے ترک کرنے میں ہے ؛

عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کا جو شجرۂ نسب اناجیل میں درج ہے وہ درست ہے اور یہ کہ اس شجرۂ نسب کی رو سے تین زناکار عورتیں آپ کی نانیوں میں شامل ہیں۔ عیسائیوں کا یہ عقیدہ بائیبل کے بیانات پر مبنی ہے۔ انجیل متی کے شجرۂ نسب میں (۱) تامار (۲) راحاب (۳) بنت سبع تین عورتوں کا ذکر ہے۔ پہلی کے زانیہ ہونے اور یہوداہ سے زنا کرنے کا تفصیلی واقعہ پیدائش باب ۳۸ آیت ۱۵ تا ۱۹ میں مذکور ہے۔ دوسری کے متعلق بائیبل کہتی ہے "ایک فاحشہ کے گھر میں جس کا نام راحاب تھا" (یشوع ۲/۱) تیسری کے متعلق بھی بائیبل کی گواہی یہی ہے۔ کہ وہ بدکار تھی۔ چنانچہ ۲ سموایل ۱۱/۵ میں لکھا ہے :۔

"داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کو بلالیا۔ چنانچہ وہ اس پاس آئی۔ اور وہ اس سے ہم بستر ہوا کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی"

ان تینوں نانیوں کے زناکار ہونے کے متعلق ہمارا اپنا استدلال نہیں۔ بلکہ خود عیسائیوں کا مسلمہ عقیدہ ہے۔ چنانچہ پادری سمعان امریکی اپنی کتاب "اتفاق المشیرین" میں لکھتے ہیں :۔

"قد ذكر اسماء اربع نساء وهن تامار وراحاب وراعوث وبنت سبع اللواتي كلهن حسب الشريعة اليهودية متلطخات بعيوب خصوصية وليس بينهن واحدة من نسل ابراهيم وكان ثلاث منهن من الزواني"

(ترجمہ) انجیل نے مسیح کے نسب نامہ میں چار عورتوں کا ذکر کیا ہے۔ تامار۔ راحاب۔ راعوث اور بنت سبع اور یہ چاروں یہودی شریعت کی رو سے خاص عیوب سے آلودہ تھیں۔ اور ان میں سے کوئی بھی ابراہیم کی نسل سے نہ تھی۔ اور ان میں سے تین تو کھلی زانیہ تھیں (صفحہ ۹۶)

پھر پادری کلارک اور پادری عماد الدین صاحب نے اپنی کتاب "خزانۃ الاسرار یعنی انجیل متی کی اردو تفسیر میں لکھا ہے:-

"ان چار عورتوں میں تین گنہ گار ہیں۔ جن پر زنا کا داغ لگا ہوا ہے راحاب تو کسبی تھی۔ (یشوع ۲/۱) اور تمر بھی حرامکار تھی۔ (پیدائش ۳۸/۱۶ تا ۳۰) بنت سبع بھی بدکار تھی۔ اس نے داؤد سے زنا کیا تھا۔ (۲ صموایل ۱۱/۴) یہاں سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح خداوند نے گنہ گاروں کے سلسلہ میں آنے سے نفرت نہیں کی۔" (ص۴)

پس عیسائی صاحبان اس عقیدہ کے ذریعہ سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کی خطرناک ہتک کرتے ہیں۔ ہمارے اور تمام دیگر فرقہائے مسلمانان کے نزدیک اللہ تعالےٰ انبیاء کے سلسلہ نسب کو اس قسم کے گندے عیوب سے محفوظ رکھتا ہے۔ لہٰذا ہم انجیل کے ان بیانات کو سراسر باطل سمجھتے ہیں۔ اور سوائے بدزبان پادریوں کو ان کا عقیدہ یاد دلانے کے اس کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام کا شجرۂ نسب نہایت مطہر تھا۔ اور آپ کے تمام بزرگ مرد ہوں۔ یا عورتیں۔ زنا ایسے قبیح فعل سے یقیناً پاک تھے۔ اب ناظرین خود فیصلہ فرمائیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقی عزت عیسائی صاحبان کرتے ہیں۔ جو ان کو "لعنتی" اور ان کی تین نانیوں کو زناکار مانتے ہیں۔ یا جماعت احمدیہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کو معصوم اور مقرب بارگاہ نبی۔ اور ان کے سلسلہ نسب میں آنے والے تمام رشتہ داروں کو بدکاری سے محفوظ مانتی ہے؟

غیر احمدی کہتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام بانیٔ جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک کی ہے۔ حالانکہ از روئے عقل یہ محض باطل ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دعوٰے ہے۔ کہ میں مثیل مسیح ناصری علیہ السلام ہوں۔ پس کس طرح سے ممکن ہے۔ کہ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کے مثیل ہونے کا دعوٰے کرکے ان کو بُرا کہیں لہٰذا یہ صرف بہتان ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے:-

۱- "موسٰے کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا۔ اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں۔ سو میں اس کی عزت کرتا ہوں۔ جس کا ہم نام ہوں۔ اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص۔ جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔" (کشتی نوح ص۱۶)

۲- "ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کا سچا۔ اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لائیں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے۔ جو ان کی شانِ بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے۔ تو وہ دھوکا کھانے والا اور جھوٹا ہے۔" (ایام الصلح سرورق ص۲)

پس یہ ناممکن ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی ہتک کی ہو۔

ہاں اگر جماعت احمدیہ اور غیر احمدیوں کے عقیدہ دربارہ حضرت مسیح علیہ السلام پر غور کیا جائے۔ تو صاف نظر آجاتا ہے۔ کہ غیر احمدی حضرت مسیح علیہ السلام کی ہتک کر رہے ہیں۔

غیر احمدی کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نبی ہیں۔ مگر اڑھائی۔ یا تین سال تک اپنی قوم کو تبلیغ کرنے کے بعد دو ہزار برس سے آسمان پر بیٹھے ہیں۔ غور کیا جائے۔ کیا نبیوں کا یہی کام ہوا کرتا ہے۔ ان کی اپنی قوم گمراہی کے سمندر میں غرق ہو رہی ہو۔ یہودی بگڑے ہوئے ہوں۔ اور وہ آرام سے آسمان پر بیٹھے ہوں؟ ہر رسول کا یہ فرض ہے۔ کہ زندگی بھر اپنی قوم کو تبلیغ کرتا رہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (نحل ۳۵) لیکن غیر احمدی عقیدہ کے رو سے مسلسل دو ہزار سال سے حضرت مسیح علیہ السلام اس فریضہ کی ادائگی میں کوتاہی کر رہے ہیں۔ بتلایئے۔ کیا یہ عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہتک نہیں کرتا؟

پھر قرآن مجید کی آیت وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ (آل عمران ۸۱) کے مطابق ہر نبی کا جو بقیدِ حیات ہو۔ یہ فرض ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہورِ پُرنور کے وقت آپ پر ایمان لاکر آپ کی نصرت کرے۔

حضرت مسیح علیہ السلام سے بھی یہ عہد لیا گیا تھا۔ اور انہوں نے اس کا اقرار کیا تھا۔ لیکن حبیب سید ولد آدم حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوئے۔ تو باوجود حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہونے کے حضور کی خدمت میں تائید و نصرت کے لئے حاضر نہ ہوئے۔ اور عہد کو توڑا۔ یہ الزام کسی دوسرے نبی پر نہیں آتا۔ کیونکہ وہ سب وفات یافتہ ہیں۔ صرف حضرت مسیح علیہ السلام غیر احمدی عقیدہ میں بقیدِ حیات تھے۔ پس غیر احمدیوں کے عقیدہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی ہتک لازم آتی ہے۔

غیر احمدی مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ بظاہر یہ خیال الوہیتِ مسیح کے عقیدہ کی طرح ان کی عزت کرنے والا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اکثر غیر احمدیوں نے عیسائیوں کے "لعنتی" ہونے کے عقیدہ کی طرح یہ مان رکھا ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اس وقت نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے اور کسی نبی کا نبوت سے معزول ہونا اس کی سب سے بڑی بے عزتی ہے پس اس طرح بھی غیر احمدی حضرت مسیح علیہ السلام کی ہتک کرتے ہیں۔

اس بارہ میں وہ عقیدہ جو ہر قسم کی افراط و تفریط سے پاک ہے یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے برگزیدہ نبی تھے۔ انہوں نے منصبِ نبوت پر سرفراز ہونے کے بعد اسی سال کے قریب بنی اسرائیل کے پراگندہ قبائل کو تبلیغ کی۔ اور حدیث نبویؐ کے مطابق ایک سو بیس۱۲۰ سال کی عمر پاکر وفات پائی۔ (الطبرانی) یہی تمام انبیاء کی سنت ہے۔ اور اسی میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقی عزت ہے۔

اس مختصر موازنہ سے آپ کو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ دراصل حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقی عزت نہ عیسائی کرتے ہیں۔ اور نہ غیر احمدی بلکہ صرف جماعت احمدیہ ہی آپ کی حقیقی عزت کرتی۔ اور آپ کے متعلق صحیح عقائد رکھتی ہے۔

مہتمم نشر و اشاعت صیغہ دعوۃ و تبلیغ قادیان

ایک وصیت میں تصحیح

وصیت نمبر ۸۴۰۱ جو الفضل نمبر ۱۶ میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں غلطی سے فاطمہ زوجہ عزیز دین کی بجائے فاطمہ ولد عزیز دین چھپ گیا ہے۔ برائے درستی اعلان کیا جاتا ہے۔

سکرٹری مقبرہ بہشتی۔ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فارسی منظوم کلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بے نظیر فضیلت حاصل ہے۔ کہ آپ کی تصانیف نظم و نثر اردو۔ فارسی عربی تینوں زبانوں میں موجود ہیں۔ ایک اہل علم شخص کے نزدیک آپ کی صداقت کی یہی دلیل کافی ہے۔ آپ کی تصانیف کا بیشتر حصہ اگرچہ نثر میں ہے۔ لیکن منظوم کلام کے دلدادگان کی سیری کا بھی کم سامان حضور نے فراہم نہیں فرمایا۔ ممکن ہے بعض اشخاص کے قلوب میں یہ سوال پیدا ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نثر پر ہی کیوں اکتفا نہ فرمائی۔ اور منظوم کلام کیوں پیش کیا۔ اس کے لئے مجھے اپنے علم اور ذوق کے مطابق یہ بتانا ہے کہ شعر کیا ہے۔ اس کا بہترین جواب تو وہی ہو سکتا ہے۔ جو کسی نے یوں دیا ہے۔ کہ اگر مجھ سے پوچھو کہ شعر کیا ہے تو میں نہیں جانتا۔ اور اگر نہ پوچھو تو جانتا ہوں۔ شعر کسی کے قلبی جذبات۔ حیات تاثرات کے ایسے رنگ میں اظہار کا نام ہے۔ جو روزمرہ کی عام بول چال گفتگو اور تقریر سے مختلف ہو۔ اشعر میں قلبی کیفیات کی ترجمانی کے لئے توازن نہائت ضروری ہے۔ تاکہ ہر قرأت اسی جوش۔ ہیجان۔ جذبات کی فراوانی کی حامل ہو۔ جو شعر کہتے وقت شاعر کے سینہ میں نہاں ہوتی ہے۔

شعر ایک ایسا مؤثر ذریعہ ہے جس سے انسان اپنا سوز و گداز۔ عشق و محبت اور خوشی و رنج کا ذکر ہمیشہ کے لئے کتاب زندگی میں محفوظ کر لیتا ہے شعر گویا شاعر کے دل کا آئینہ ہے۔ جو کسی کے قلب میں ارتعاش پیدا کرتا ہے۔ اور کسی کی آنکھوں میں بجلی ؂

شاعر کے جذبات کی ترجمانی کا بہترین ذریعہ شعر ہے۔ اور شاعرانہ قابلیت یا شاعری کی طرف رجحان انسان ماں کے پیٹ سے ہی لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے دل و دماغ کی گہرائیوں میں یہ صفت اسی طرح فطرتاً ودیعت ہوتی ہے۔ جس طرح دیگر جسمانی روحانی قابلیتیں جو عمر کے بڑھنے کے ساتھ جوں جوں صیقل ہوتی جاتی ہیں۔ نمودار اور ظاہر ہوتی جاتی ہیں۔ اسی طرح جب انسان کو ایسے ماحول میں سے گزرنا پڑے۔ جس میں اس کے جذبات اور قلبی کیفیات قدرتی آلہ مقیاس الحرارت کے ایسے درجہ پر پہونچ جائے۔ جو اسے شاعری کی شاہراہ پر ڈال دے اسی وقت سے ایسی شاعرانہ قابلیت ابھرنے اور نمایاں ہونے لگ جاتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ موافق یا مخالف فضا کی موجیں اس کی قابلیت کو جلا بخشنے لگتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مکمل شاعر کی صورت میں دنیا کے سامنے جلوہ گر ہو جاتا ہے پھر جیسی اس کی طبیعت ویسا اس کا کلام۔ عاشق مزاج شاعر کے کلام میں عشق و محبت کی چاشنی۔ راز و نیاز کی باتیں۔ وصل و ہجر کی داستانیں ملیں گی۔ فلسفیانہ نگاہ رکھنے والے شاعر کے کلام میں فلسفہ کا رنگ نظر آئے گا۔ اور رزم و بزم کے شائقین کے کلام رزم و بزم کی رنگینیوں سے مرصع دکھائی دیں گے۔ نیچر کے دلدادہ کا کلام نیچر کی خوبصورتیوں کا حامل ہوگا۔ غرضیکہ جیسی شاعر کی طبیعت ہوگی ویسی اس کی شاعری ہوگی ؂

شعر کے متعلق کسی نے کہا ہے شعر وہاں پیدا ہوتا ہے جہاں نثر ختم ہوتی ہے۔ یا شعر کی ضرورت اس وقت محسوس کی جاتی ہے۔ جبکہ مافی الضمیر اور دماغی اور قلبی کیفیات حقیقی طور پر نثر میں ادا نہ کی جاسکیں بغیر شعر کی امداد کے بظاہر یہ بات عجیب اور بعید الفہم معلوم ہوتی ہے۔ کہ کونسی بات۔ مضمون واقعہ یا حقیقت ایسی ہے جو نثر میں بیان نہ کی جا سکے بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہر شے نظم کی بجائے نثر میں بخوبی۔ بآسانی اور تفصیل سے بیان کی جا سکتی ہے مگر پھر بھی اس حقیقت کی موجودگی میں نظم کی ضرورت ہے۔ اور راشد ضرورت ہے۔ نظم نثر کی کمی کو پورا کرتی ہے۔ نثر میں اگرچہ مضمون نہائت خوبصورتی سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ مافی الضمیر قلبی کیفیات۔ نہائت عمدگی سے صفحہ قرطاس پر رقم کی جا سکتی ہیں۔ مگر نثر نظم کی مانند پرواز نہیں پیدا کر سکتی۔ نظم میں جادو کا سا اثر ہوتا ہے۔ شعر بجلی کی طرح دل و دماغ کی گہرائیوں میں سرائت کر جاتے ہیں۔

شعر کا انسانی فطرت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ راگ قدرتاً طبیعت میں اثر کرتا ہے۔ بچوں کو بھی ایسا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو اشعار کا رنگ دیکر گانا شروع کر دیتے ہیں۔ خواندہ ناخواندہ شرفا اور عوام ہر قسم کے لوگ خوش الحانی سے اشعار پڑھنے والے موجود ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اشعار کہنا اور پڑھنا انسانی فطرت کی مقتضیات کے مطابق ہیں۔ جبکہ نثر کسی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ضروری ہے اشعار دل کو گداز کرنے اور جسم و روح کو اس مقام حقیقت سے بھی بلند تر مقام پر پہونچانے کے لئے ضروری ہیں ؂

قرآن مجید پر اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ حکیم مطلق نے اس کے اندر نثر اور نظم ہر دو قسم کی عبارتیں نازل فرمائی ہیں۔ مزید لطف یہ کہ دونوں خوش الحانی کے ساتھ قرأت کی جا سکتی ہیں۔ حکیم مطلق کی یہ صنعت حکمت سے خالی نہیں۔ فرقان حمید کو نثر و نظم ہر دو ضروریات سے مکمل کرنا انسانی فطرت کی اغراض کی تکمیل کے ماتحت ہے ؂

عجیب بات یہ ہے۔ کہ اس کی نثر میں بھی ایسی حکیمانہ ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے۔ کہ پڑھنے والا اسے بھی نہائت خوش الحانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ یہ خوبی شائد ہی کسی اور کتاب میں ہو۔ مشہور شاعر اسلام لبید عامری کے متعلق مشہور ہے۔ کہ جب وہ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ کے شعر کہنے کی فرمائش پر کہنے لگا۔ جب سے میں نے قرآن شریف کا مطالعہ کیا ہے۔ اس وقت سے شعر کہنا بالکل چھوڑ دیا ہے۔ ہر شخص خود تجربہ کر سکتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی آیات کہاں تک خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کی جا سکتی ہیں ؂

قرآن مجید میں ایسی ترتیب کیوں ملحوظ رکھی گئی۔ کہ اس کی آیات خوش الحانی کے ساتھ پڑھی جا سکیں ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ خوش الحانی سے اول تو کلام کی عظمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے معمولی قرأت کی نسبت قرأت دل و دماغ پر زیادہ اثر کرتی ہے۔ تیسرے کسی کام کے لئے صدق و ارادت کے جذبات کو تقویت پہونچتی ہے۔ چوتھے۔ قرأت قدرتی طور پر کچھ ایسا اثر کرتی ہے۔ کہ گویا انسان کو چند لمحوں کے لئے مادیت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ انسان تو انسان خوش الحانی کا اثر حیوانوں پر بھی ہو جاتا ہے۔ پانچویں۔ انسانی فطرت کے تقاضے کی تکمیل ہے۔ چھٹے۔ ایسی ترتیب والی عبارت جلد اور زیادہ یاد ہو جاتی ہے۔ قریباً یہی وجوہات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام کے متعلق پیش کی جا سکتی ہیں ؂

جس طرح مصور کا یہ کام ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے جذبات جسیات۔ تاثرات کی ترجمانی تصویر کے نقوش۔ خدوخال رنگ اور الفاظ سے ظاہر کرے۔ اسی طرح شاعر کا کام ہے۔ کہ وہ بھی اپنے خیالات۔ احساسات اور قلبی و دماغی کیفیات کی ترجمانی الفاظ کی شکل میں کرے شاعر کا یہ کام نہیں کہ وہ دوسروں کے خیالات کی ترجمانی کرے اور دوسروں کے مضامین مستعار لیکر ان کو نئی بندشیں دے۔ بلکہ اس کے لئے ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ وہ یہ ظاہر کرے۔ کہ وہ کوئی نئی چیز دنیا کے سامنے پیش کرنی چاہتا ہے۔ جو اس سے قبل کسی اور شاعر نے پیش نہیں کی کسی شاعر کے کلام میں دیکھنے کے لائق یہ محاسن ہوتے ہیں۔ کہ وہ جس حقیقت کا اظہار اپنے کلام میں کرتا ہے۔ آیا اس کے نزدیک بھی اس حقیقت کی اہمیت ہے یا نہیں۔ دوسرے آیا اس کے کلام میں کوئی ایسی خوبی نمایاں ہے جو بیان کئے جانے کے لائق ہو۔ تیسرے شاعر کے کلام کا اسلوب بیان۔

اسلوب بیان کا انحصار شاعر کے جذبات اور حسیات پر ہوتا ہے۔ اور یہ خود بخود جذبات کے طوفان میں الفاظ میں پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ آواز یا وزن کی خاطر معانی کا خیال نہ رکھنا ژولیدہ بیانی میں داخل ہے۔ اگر یہ معلوم ہو کہ وہ متروک استعارات غلط تشبیہات تراکیب یا وزن یا آواز کی خاطر الفاظ کا غلط استعمال کرتا ہے۔ تو وہ شاعر نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس نے الفاظ کو ان کے معانی کے مطابق استعمال کرنے کے اصول کو خیرباد کہدیا ہے۔

شاعر شاعری کا ملکہ خدا کے ہاں سے لے کر آتے ہیں۔ اور اپنی غیر معمولی ذہانت اور قابلیت سے سوئے ہوئے لوگوں کو بیدار کر کے شاہراہ پر ڈال دیتے ہیں۔ ان کی خفتہ قسمت کو جگا دیتے ہیں۔ البتہ زمانے کی رو سے انہیں ان کے خیالات کی اشاعت اور تقویت میں ضرور مدد ملتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی کلام اس معیار پر پورا اترتا ہے حضور کے فارسی منظوم کلام کے مطالعہ سے ہر شخص اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے کہ گویا یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قلبی کیفیات کا آئینہ ہے۔ اور حضورؑ نے اپنے جذبات اور تاثرات کی ترجمانی الفاظ میں کی ہے۔ حضور علیہ السلام کے کلام میں اس اندیشہ کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ کہ حضور نے دوسرے شعرا کے پامال مضامین کو نئے سرے سے باندھا یا مضامین مستعار لئے یا جو پڑھنے اور سننے والے کو جدید۔ جدت آمیز ضروری اور قابل قدر معلوم نہ ہوں۔ اسلوب بیان کو لیجئے۔ یہاں بھی جدت نظر آئیگی جو آپ کی اپنی پیدا کردہ ہے۔ آواز یا وزن کی قربان گاہ پر الفاظ بھینٹ چڑھائے ہوئے نہیں ملیں گے۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جذبات اور حسیات کا طوفانی جوش الفاظ اور اسلوب بیان خود بخود پیدا کرتا چلا گیا ہے۔ اس کے علاوہ متروک استعارات غیر موزوں الفاظ بھی دکھائی نہیں دیتے۔ نیز معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور کو اپنے کلام سے دوسروں کے علاوہ اپنے قلب کی تسکین بھی منظور ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے عیاں ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کو خدا تعالے اور خدا تعالے کے بعد حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم سے بے مثال عشق ومحبت ہے۔ اور آپ نے اپنی محبت کے جوش میں اور والہانہ انداز میں نظمیں کہی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کا کلام محاسن ظاہری و باطنی سے پُر ہے۔ اس میں اخلاقی۔ روحانی ترقیات کے راستے بیان کئے گئے ہیں۔ ترک شر و ایصال خیر کے گر موجود ہیں۔ توکل جہد للبقا صبر۔ رضاء الہٰی۔ دیانتداری نیکی راستبازی۔ پاکبازی۔ ایمان باللہ۔ صفاتِ الہٰیہ۔ خدا کی قدرت۔ فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کے مقام پر مفصل اذکار موجود ہیں۔ ملتِ بیضا کی ترقی۔ اور ملتِ اسلامیہ کے عروج وزوال کے اسباب علل کا ذکر موجود ہے۔ اس لئے ہر پڑھنے والے کے دل پر اثر کرتا ہے۔ ایک دیوانہ عاشق اس میں اپنے بے پناہ عشق کی وسیع وعریض فضا پاکر تسلی پاتا ہے۔ روحانیت کا دلدادہ روحانی اسباق حاصل کرتا ہے فدائے ملک و ملت کو اس کے حسب منشا مواد موجود ملتا ہے۔ اخلاقیت کے متجسس کی سیری کے سامان اس میں موجود ہیں۔ حیوان سے انسان اور انسان سے خدانما انسان بننے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ غرضیکہ گوناگوں دلچسپیوں کا مجموعہ ہے۔

بعض غیر احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی مخالفت کرنا اپنا فرضِ اولین سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے بے حد لطف اٹھاتے ہیں حضور کی نظمیں اور اشعار پڑھتے ہیں۔ اپنے اخبارات ورسائل میں بصد شوق شائع کرتے ہیں۔ حضورؑ کے طریق کا تتبع کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہمیں زمانہ حاضرہ کے شاعروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے کلام کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہے۔ خواہ وہ زبان سے اقرار نکریں۔ بعض غیر احمدی شعراو نے حضور کے اشعار پر تضمینیں بھی کہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اس لحاظ سے بھی بے نظیر شخصیت کے مالک ہیں۔ کہ حضور کی تصانیف ہر سہ زبانوں۔ اردو۔ عربی۔ فارسی میں موجود ہیں۔ ہمیں دنیا کے کسی اور عالم میں یہ خوبی دکھائی نہیں دیتی۔ اور نہ ہی یہ قیاس کیا جا سکتا ہے۔ کہ کوئی شخص ان خوبیوں سے متصف قیامت تک ہو سکے۔ اور یہ امر کہ آپ نے قادیان جیسی گمنام بستی میں اردو۔ عربی۔ فارسی کی معمولی نوشت وخواند سے ہی اہل زبان عربوں۔ مصریوں کو زبانِ عربی میں اعجاز احمدی کی مثل لانے کا چیلنج دیا۔ اور نہ صرف چیلنج دیا۔ بلکہ بہت غیرت دلانے والے الفاظ میں پیشگوئی فرمادی۔ کہ سب مل کر بھی ایسا نہ کر سکیں گے۔ ان کی قلمیں ٹوٹ جائیں گی۔ اور ان کے ہاتھ شل ہو جائیں گے۔ پھر ان کا مثل لانے پر قادر نہ ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ کے علاوہ اس وقت ساری کی ساری دنیا عجم بنی ہوئی تھی۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت ہر لحاظ سے بے نظیر ہے۔ کسی لحاظ سے دیکھا جائے۔ ؎

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

آپ کے فارسی منظوم کلام پر نظر ڈالی جائے۔ تو یہاں بھی یہ کرشمہ نظر آتا ہے۔ لاریب۔ آپ کا فارسی کلام ایسا ہے کہ اس کی مثل یا نظیر لانا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ رفعتِ تخیل۔ وسعتِ مضامین فکر رسا۔ انتخاب الفاظ۔ جدتِ مضمون کی پاکیزگی۔ اچھوتا اسلوب بیان غرضکہ کسی لحاظ سے نظر ڈالی جائے۔ آپ کا کلام بے مثل ہے۔

باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام اردو۔ فارسی۔ عربی تینوں زبانوں میں موجود ہے۔ اور حضور کو شاعروں کا سرتاج کہا جا سکتا ہے۔ مگر اس لحاظ سے کہ آپ نے خود فرمایا ہے۔ ؎

کچھ شعر وشاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

میرے دل پر یہ گراں گزرتا ہے۔ کہ حضور کی شان میں شاعر کا لفظ استعمال کیا جائے۔ حضور کی شان عظمےٰ کے مطابق میرا دل کسی اور لفظ کی تلاش میں ہے۔ خادم امیر عالم بی اے پٹیالوی

چنبہ کے احمدیوں کے متعلق غلط بیانی

لاہور کے ایک اخبار "سفینہ" ۲۴ر جنوری میں ریاست چنبہ کے متعلق کسی گمنام نامہ نگار نے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں چنبہ کے احمدیوں پر یہ بالکل جھوٹا الزام لگایا ہے کہ انہوں نے ایک مسجد پر قبضہ کرنے کی حکمت عملی شروع کی۔ اور ریاست نے اس میں مداخلت کر کے یہ حکم دیا۔ کہ احمدیوں کو اس مسجد میں علیحدہ نماز پڑھنے کی اجازت نہیں اس وجہ سے احمدی بعض ریاستی حکام کے خلاف ہو گئے مگر یہ سرتا پا غلط بیانی ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد نے نہ کبھی اس مسجد میں نماز پڑھی نہ اسکے متعلق جھگڑا عدالت میں گیا اور نہ عدالت نے احمدیوں کے خلاف فیصلہ کیا۔ نامہ نگار نے خود ہی ایک داستان گھڑ کر شائع کرادی ہے۔

(ایک احمدی از چنبہ)

یورپ کے اہم سیاسی واقعات

(الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے)

اعراب فلسطین اور شاہی کمیشن

مسئلہ فلسطین کی تحقیقات کے لئے حکومت برطانیہ نے فلسطین میں جو رائل کمیشن بھیجا تھا۔ وہ عربوں اور یہودیوں کی شہادات قلم بند کرنے کے بعد واپس چلا گیا ہے۔ روانگی سے پیشتر رائل کمیشن کے صدر لارڈ پیل اور ممبر سر ہوریس نے ایک بیان میں واضح کیا۔ کہ ہمارے خیال میں مسئلہ فلسطین کی خاص مشکلات کا حکومت برطانیہ نے خیال نہیں کیا لارڈ پیل نے کہا۔ یہ مسئلہ کمیشن کی توقعات سے زیادہ اہم اور زیادہ قابل توجہ واقع ہوا ہے۔ سر ہوریس نے کہا۔ ہمیں ہرگز امید نہ تھی۔ کہ حالات اس قدر نازک ہیں یا اس قدر تشویشناک صورت اختیار کر جائیں گے۔

کمیشن کا یہ نظریہ بالکل بجا ہے۔ کہ حکومت برطانیہ نے مسئلہ فلسطین کی اہمیت اور اس کی پیچیدگیوں کا چنداں خیال نہیں کیا۔ اور یہ اس کی عدم توجہی اور سہل انگاری کا نتیجہ ہی تھا۔ کہ حالات عد درجہ تشویشناک صورت اختیار کر گئے۔ اس نے اعراب فلسطین کی چیخ و پکار اور ان کی روز افزوں مشکلات کی طرف توجہ نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ عربوں کا اعتماد کھو بیٹھی۔ اور عربوں نے مجبور ہو کر اپنی قومی آزادی کو خطرہ میں دیکھتے ہوئے جہد آزادی شروع کر دی جس سے نہ صرف عربوں کو مصائب کا شکار ہونا پڑا۔ بلکہ خود برطانیہ کو بھی بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ اب جبکہ حکومت برطانیہ کی طرف سے مقرر کردہ شاہی کمیشن نے اپنی تحقیقات مکمل کر لی ہے۔ اور اس نے مسئلہ فلسطین کے متعلق گذشتہ سہل انگاری کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر عربوں کی مشکلات کا ازالہ کرے اور فلسطین میں یہودیوں کا داخلہ روک دے۔ کیونکہ اسی ذریعہ سے فلسطین سے ہنگامہ و نزاع دور ہو کر وہاں امن قائم ہو سکتا ہے۔

یورپ کو افزائش نسل کی فکر

آج کل بعض دول یورپ نے افزائش نسل کی جو مہم شروع کر رکھی ہے۔ وہ فی الحقیقت مغربی تہذیب کی اس تباہ کن تحریک کا ہی ردِ عمل ہے۔ جو گذشتہ دس پندرہ سالوں سے ضبط تولید کی شکل میں یورپ میں رونما تھی۔ اور جس کے باعث یورپ کے مرد اور عورتیں ان تمام لطیف جذبات پدری و مادری سے رفتہ رفتہ محروم ہو رہے تھے۔ جو قدرت نے انسان میں ودیعت کئے ہیں۔ اور ماہرین علم النفسیات کی تحقیقات کی رو سے ان میں ارتکاب جرم ظلم۔ قساوت قلبی اور بے حیائی و بد اخلاقی کے جذبات گھر کر رہے تھے۔ معیار اخلاق و انسانیت کے اس افسوسناک تسفل کے علاوہ ان کی حیات اجتماعی و ملکی کو جو نقصان پہنچ رہا تھا۔ وہ الگ تھا۔ چنانچہ اسی سیاسی خطرہ کے پیش نظر اب بعض یورپین حکومتوں کی توجہ افزائش نسل کی طرف مبذول ہو رہی ہے۔ اٹلی میں شادی کے الاؤنس اور زیادہ بچوں والے والدین کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔ جرمنی میں شادیوں کے لئے سرکاری طور پر روپیہ قرض دیا جاتا ہے۔ چنانچہ جرمنی کے سکرٹری وزیر خزانہ کا ایک تازہ اعلان مظہر ہے۔ کہ اگست ۱۹۳۳ء سے اس وقت تک اہل جرمنی کو شادیوں کے لئے ۴۴ کروڑ مارکس قرض دئے گئے۔ جس سے پانچ لاکھ اشخاص کی شادیاں ہوئیں۔ اور ان سے پانچ لاکھ بچے پیدا ہو چکے ہیں۔

اہل یورپ کی اس مسئلہ کی طرف بڑھتی ہوئی توجہ فی الحقیقت اسلامی قوانین متعلقہ شادی کی حقانیت اور برتری کا روشن ترین ثبوت ہے۔ اسلام نے عام ضبط تولید کو روکا ہے۔ اور مرد و عورت کے تعلقات کو محض بد اخلاقی اور محض سفلی جذبات کی تسکین کا ذریعہ بنانے سے منع کیا ہے۔ اور اس کی تقدیس کو کما حقہ قائم کیا ہے۔ یورپ کا فطری قوانین سے سرکشی کے نتیجہ میں تلخ تجربات حاصل کرنے کے بعد اسلام کے پیش کردہ اصولِ معاشرت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اسلامی اصول کے محکم ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

نو آبادیات کی واپسی کا مسئلہ

یورپین اقوام پر ان دنوں نو آبادیات کے حصول کا بھوت بری طرح سوار ہے جرمنی۔ فرانس اور برطانیہ نے تو پہلے ہی دور دراز ممالک تک اپنے پاؤں پھیلا رکھے ہیں۔ اور بے خوف و خطر نو آبادیات اور انتدابی حکمداریوں کو اپنی بڑھتی ہوئی جوع الارض کی سیری کا ذریعہ بنانے میں مشغول ہیں۔ لیکن جرمنی اور اٹلی کے پاس اپنی بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ اٹلی نے تو حبشہ کو غصب کر کے کچھ گنجائش نکال لی ہے۔ اور یہ مقبوضہ کسی حد تک اس کی جوع استعمار کی تسکین کا موجب بن گیا ہے۔ لیکن جرمنی ابھی تک بالکل خالی ہاتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہٹلر کے دل میں رہ رہ کر نو آبادیات سے محرومی کا ناخوشگوار احساس پیدا کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی آتش دل کی چنگاریاں کبھی گرم الفاظ کی شکل میں اور کبھی خوفناک دھمکیوں کے رنگ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں فرانس اور برطانیہ کبھی کبھی یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ وہ جرمنی کی نو آبادیات واپس دینے کے لئے تیار نہیں لیکن یہ مستقبل بتائے گا۔ کہ جرمنی اپنے ارادہ میں کامیاب ہوتا ہے۔ یا برطانیہ اور فرانس اس کے بڑھتے ہوئے حوصلہ کو شکست دے سکتے ہیں۔

ہسپانیہ کی خانہ جنگی میں طوالت

ہسپانیہ کی خانہ جنگی کے متعلق ان دنوں خبروں میں جو کمی واقع ہو گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آتش جنگ کے شعلے عارضی طور پر ٹھنڈے پڑ گئے ہیں۔ شاید یہ عارضی سکون سخت تباہی اور ہلاکت آفرینی کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ اور باغی افواج کی سرگرمیاں پہلے سے بھی زیادہ لوگوں کے لئے ہلاکت و بربادی کا پیغام لائیں۔ بہر حال ابھی تک نہیں کہا جا سکتا۔ کہ متحارب فریقین میں سے کون دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو۔ لیکن یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ خانہ جنگی جس قدر طول اختیار کرتی جائیگی ملک کے مصائب و آلام میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اور اہالی ملک زیادہ سے زیادہ تباہی اور بربادی کا شکار ہوتے جائینگے۔

اسکندرونہ میں ترکوں اور عربوں کے تعلقات

حال میں قضیہ اسکندرونہ کے متعلق حکومت ترکیہ اور فرانس میں جو مفاہمت ہوئی ہے اس کا اسکندرونہ کی عرب آبادی پر بھی گہرا اثر پڑا ہے۔ چنانچہ حکومت سعودیہ عربیہ نے اس مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے رائے ظاہر کی ہے۔ کہ اگرچہ اسکندرونہ کا معاملہ صرف ترکی اور فرانسیسی حکومت تک محدود ہے۔ تاہم اس نے اپنی حدود سے تجاوز کر کے ترکوں اور عربوں کے برادرانہ تعلقات پر ناگوار اثر ڈالا ہے۔ سعودی حکومت کے سرکاری حلقوں کا خیال ہے۔ کہ چونکہ دولت ترکیہ ایک با اثر اور قوی اسلامی حکومت ہے۔ اس لئے عربوں کی بہتری اسی میں ہے۔ کہ وہ ترکوں سے اپنے تعلقات خوشگوار رکھیں۔ اور ترکی حکومت سے کسی قسم کا بگاڑ نہ پیدا کریں۔ ممکن ہے۔ ضلع اسکندرونہ کی عرب آبادی کو اپنے نئے حاکموں سے کسی رنگ میں اتفاق نہ ہو۔ تاہم عربوں کو چاہئیے۔ کہ وہ اپنے ترک ہمسایوں سے جن کے ساتھ ان کے مفاد وابستہ ہیں۔ محبانہ سلوک کریں۔ اور ترکوں کو بھی چاہئیے کہ ان کے مفاد کا خیال رکھیں۔ تا ان میں تفرقہ و انشقاق کی کوئی صورت پیدا نہ ہو۔

کیا مولوی مظہر علی اظہر کے شائع شدہ خطوط جعلی ہیں

دلائل و توجیہات کی دلچسپ بحث

اخبار زمیندار ۷ رفروری لکھتا ہے

مولوی مظہر علی اظہر کے پہلے خط کے شائع ہونے کی افواہ اڑی تو انہوں نے پیش بندی کے طور پر یہ اعلان کر دیا۔ کہ خط جعلی ہے۔ اور جب خط شائع ہو گیا اور اس کا چربہ بھی مولوی صاحب کے سامنے آگیا۔ تو پھر بھی انہوں نے اس کو جعلی ہی قرار دیا۔ مولوی صاحب کی اس انوکھی جرأت کو دیکھکر کامریڈ محمد حسین نے اپنی اس ذمہ داری کو جو خط کے شائع کرنے سے ان پر عائد ہوتی ہے۔ واضح کرتے ہوئے نہ صرف یہ دعوے کیا کہ وہ ہر وقت ہر جگہ اور ہر ممکن صورت سے یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ خط مولوی مظہر علی اظہر ہی کا ہے۔

مولوی مظہر علی اظہر اور ان کے شرکائے کار ابھی پہلے ہی خط کی سیاہی دھونے کی تیاریاں کر رہے ہوں گے۔ اور سوچ رہے ہونگے۔ کہ بدنامی کے اس کلنک کو مجلس احرار کے ماتھے سے کس طرح دور کیا جائے۔ کہ کامریڈ موصوف نے مولوی صاحب کا ایک اور خط شائع کر دیا۔ یک نہ شد دو شد۔ اب کریں تو کیا کریں۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن آخر خاموشی میں مصلحت سمجھی ہوگی۔ یا انتخابی سرگرمیوں کی وجہ سے اس طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ ہوئی۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو۔ احراری خاموش ہو گئے۔

تصویر کا ایک رخ

لیکن "احسان" نے ان خطوط کو جعلی ظاہر کرنے میں بڑی بڑی موشگافیاں کی ہیں۔ اور اس نے مجلس احرار کی وکالت کا حق خوب ادا کیا ہے۔ اگر مجلس احرار کا حق اسیر نہ بھی ہو۔ پھر بھی ایک اخبار نویس ہر وقت آزاد ہے۔ کہ جب چاہے کسی معاملے پر اظہار رائے کرے۔ لیکن اخبار نویس کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ تصویر کے دونوں رخ دکھائے۔ اگر "احسان" یہ کہتا ہے۔ کہ خطوط جعلی ہیں۔ اور ان کو جعلی ثابت کرنے کے لئے وہ قرائن کی جستجو کرتا ہے۔ تو کیا اس کا یہ فرض نہیں۔ کہ وہ ایک لمحہ کیلئے بھی سوچے۔ کہ ممکن ہے کہ یہ خطوط اصلی ہوں۔ اور وہ اس امکانی صورت پر بھی دو حرف لکھدے۔

"احسان" نے اس معاملے میں صحافتی ذمہ داریوں کو بالائے طاق رکھکر صحیح جنبہ داری کا ثبوت دیا ہے۔ اور اس کے دلائل لاکھ قوی اور وزنی ہوں لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس کے دلائل کی بنیاد صرف مولوی مظہر علی کے انکار پر ہے۔ اور اس کے پاس خطوط کے جعلی ہونے کا کوئی قطعی ثبوت نہیں۔ یہ دلیل کہ ۲۴ رجولائی ۱۹۳۵ء کو مولوی صاحب گورداسپور میں نہیں تھے۔ اس لئے خط جعلی ہے۔ یقیناً ایک ڈھیلا ڈھالا توجیہہ ہے۔ اور جب تک ثابت نہ ہو جائے۔ کہ اس دن مولوی صاحب گورداسپور میں نہیں تھے۔ یہ توجیہہ قابل تسلیم نہیں ہو سکتی۔ کیا احسان کسی معتبر شہادت سے یہ ثابت کر سکتا ہے کہ ۲۴ رجولائی ۱۹۳۵ء کو مولوی صاحب گورداسپور میں نہیں تھے۔

فیصلے کی صورتیں

اب سوال یہ ہے۔ کہ خطوط کے اصلی اور جعلی ہونے میں جو اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ وہ کیونکر رفع ہو سکتا ہے۔ جو تجاویز اس اختلاف کو رفع کرنے کیلئے پیش کی جا چکی ہیں۔ اگر مجلس احرار کو وہ منظور ہوں۔ تو فیصلہ آسانی سے ہو سکتا ہے۔ سرکاری عدالت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ اور قومی عدالت کی تشکیل یا حکم کے انتخاب میں کوئی دقت پیدا نہیں ہو سکتی۔ کامریڈ محمد حسین کو یہ دونوں صورتیں منظور ہیں۔ مجلس احرار کو اختیار ہے کہ ان دونوں میں سے جس صورت کو چاہے پسند کرے۔

اگر اس معاملہ کو بھی تحریک مسجد شہید گنج کی طرح تقریروں اور تحریروں میں ٹال دینا اور سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کر دکھانا منظور ہو تو گو یہ راستہ بھی کھلا ہے۔ مگر اس راستے میں قدم رکھنے سے پہلے یہ سوچنا پڑے گا۔ کہ ان خطوط سے جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے۔ کیا وہ حقیقت نہیں۔ اور جو خیالات اور جذبات ان جعلی خطوط میں پائے جاتے ہیں۔ کیا مجلس احرار یہی خیالات و جذبات بارہا مسلمانوں کے سامنے ظاہر نہیں کر چکی۔ اگر سچ پوچھیں تو میرے نزدیک اور ہر شخص کے نزدیک صرف یہی خیالات اور جذبات ہی خطوط کو اصلی ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

تصویر کا دوسرا رُخ

میرے خیال میں ان خطوط کا جعلی ہونا دو حیثیتوں سے ہو سکتا ہے۔ ایک کتابت کے لحاظ سے یعنی مولوی مظہر علی اظہر نے خطوط نہیں لکھے۔ اور دوسرے نفسِ مضمون کے لحاظ سے یعنی مولوی صاحب کے یہ خیالات نہیں۔ تو نفس مضمون کے لحاظ سے ان خطوط کی صحت سے مجلس احرار انکار نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ڈیڑھ سال سے انہی خیالات اور جذبات کا اظہار کر رہی ہے۔ جو خطوط میں پائے جاتے ہیں۔ رہا کتابت کا معاملہ تو اس کے متعلق اگر قرائن پر ہی بحث کرنا ضروری ہے تو کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ہم ان خطوط پر ہر پہلو سے غور کریں۔

مولوی محمد شفیع کہاں ہیں

مثلاً ہم سب سے پہلے مولوی محمد شفیع صاحب سے دریافت کریں۔ کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ کیا وہ حلفیہ یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ جن "نشیب و فراز" کا ذکر اس "جعلی" خط میں ہے۔ وہ محض ایک بناوٹی کہانی ہے۔ اور یہ کہ مولوی مظہر علی نے ان کو چودھری صاحب کے لئے وہ پیغام نہیں دیا۔ جس کا حوالہ خط میں دیا گیا ہے کیا یہ مقام حیرت نہیں کہ مجلس احرار کا نام بدنام ہو رہا ہے۔ اس کی شہرت مٹی میں مل رہی ہے۔ اور مولوی محمد شفیع کو اب تک یہ جرأت نہیں ہوئی۔ کہ وہ اتنا تو کہدیتے کہ خط میں جو حوالہ ان کے متعلق دیا گیا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔

قرائن پر بحث کرنے والوں کو یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ جعلی خطوط لکھنے والے کو یہ کیونکر جرأت ہو سکتی ہے۔ کہ وہ دو آدمیوں یعنی کاتب اور مکتوب الیہ کے درمیان ایک تیسرے آدمی کو تردید کرنے کے لئے خود ہی گواہ بنالے۔ تاکہ اس کی جعل سازی آسانی سے ثابت ہو سکے۔

پھر خط میں مولوی مظہر علی اظہر کے کسی دورہ کا بھی ذکر ہے۔ کیا اتنی بڑی جعل سازی کرنے والا آدمی ایسا ہی کچا ہے۔ کہ اُس نے خط لکھتے وقت یہ نہ سوچا کہ اگر مولوی صاحب کا دورہ جو کوئی چھپی ہوئی چیز نہیں۔ ثابت نہ ہو سکا تو سخت کرکری ہوگی۔ اور تعین مقام (گورداسپور) اور تعین تاریخ ۲۴ رجولائی ۱۹۳۵ء تو ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے کسی واقعہ کی صحت اور عدم صحت خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے۔ لیکن جعل ساز نے جب ان کو بھی ضروری سمجھا۔ تو سوچنا چاہیئے کہ اس نے یہ دلیری کیونکر کی۔

ضروری اعلان

میں پہلے بھی اعلان کر چکا ہوں۔ اب دوبارہ کرتا ہوں۔ کہ جو دوست تجارت سے تعلق رکھتے ہیں وہ جماعت اٹاوہ کی مدد کریں اور گھی ان کے ذریعہ منگوا کر ایک بار تجربہ کر لیں۔ انہیں کمشن ملنے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بہت پرانے مخلص صحابی جناب سید صادق حسن صاحب مختار اٹاوی کے خاندان کو مالی مدد مل جائیگی۔ اور تاجران جماعت کو

جلسہ سالانہ ۱۹۳۶ء پر بیعت کرنے والوں کی فہرست

چونکہ بعض حقائق مثالوں سے نہایت آسانی کے ساتھ ذہن نشین ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ہم ایک عام فہم مثال پیش کرتے ہیں۔ اہل خرد غور فرمائیں۔ اور صحیح نتیجہ اخذ کریں۔

ایک مقام پر ایک بہت بڑا خزانہ موجود ہے۔ جس کی محافظت کے لئے کروڑوں انسان کھڑے ہیں ایک شخص تن تنہا کھڑا ہوتا ہے اور علی الاعلان کہہ دیتا ہے۔ کہ میں اس خزانہ کو اپنے قبضہ میں کر لونگا مگر اس کے پاس کوئی ظاہری سامان نہیں۔ اس کا کوئی مددگار نہیں۔ کوئی ہمدرد نہیں یہی نہیں۔ بلکہ جو بھی ہے اس کا دشمن۔ اس کے خون کا پیاسا اور اس کا جان لیوا ہے ایسی حالت میں اگر وہ اکیلا شخص اس خزانہ میں سے کچھ بھی حاصل کر لیتا ہے۔ تو یہ اس کی عظیم الشان فتح اور اس کے کثیر التعداد و طاقتور اور ہر قسم کا سازو سامان رکھنے والے مخالفین کی خطرناک شکست ہو گی۔ یا نہیں۔ یقیناً ہو گی۔

اس مثال کو پیش نظر رکھتے ہوئے غور فرمائیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعویٰ کیا۔ کہ مجھے خدا تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا ہے۔ اس وقت آپ کے ساتھ انسانوں میں سے کون تھا۔ کوئی بھی نہیں۔ ایسی حالت میں کیا آپ نے تمام دنیا کو پکار کر یہ نہ کہا تھا۔ کہ میں کامیاب ہونگا۔ اور سعید روحوں کو کھینچ کر اپنے جھنڈے کے نیچے لے آؤں گا۔ یقیناً کہا۔ آپ کا یہ اعلان سنکر کیا ساری دنیا آپ کے مقابلہ پر نہ کھڑی ہو گئی۔ ضرور کھڑی ہو گئی۔ پھر کیا آج ہزاروں نہیں لاکھوں انسان انہی لوگوں میں سے نکل کر آپ کی غلامی میں داخل نہیں ہو چکے۔ جو آپ کے شدید ترین دشمن تھے۔ ضرور داخل ہوئے۔ اور کیا ان میں روز بروز اضافہ نہیں ہو رہا۔ یقیناً ہو رہا ہے۔ جیسا کہ اسی صفحہ سے ظاہر ہے۔ پھر اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہونے والا ایک۔ ایک شخص آپ کی فتح اور آپ کے مخالفین کی شکست کا ثبوت ہے۔ جو شخص بھی مخالفین کے کیمپ سے نکل کر احمدیت میں داخل ہوتا ہے۔ وہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام مخالفین کو ایک اور شکست دیدی۔ اور خزانہ میں سے ایک اور جوہر حاصل کر لیا۔ اور اب تو بفضل خدا ایک دو کی بات ہی نہیں۔ جھولیاں بھر بھر کر لعل و جواہرات حاصل کئے جا رہے ہیں۔ جس کے ثبوت میں یہی صفحہ پیش کیا جاتا ہے۔

۴۷۹ کریم بی بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۴۸۰ اللہ رکھی صاحبہ 〃 〃
۴۸۱ سردار بیگم صاحبہ 〃 〃
۴۸۲ صغریٰ بی بی صاحبہ 〃 گورداسپور
۴۸۳ زبیدہ بیگم صاحبہ 〃 سیالکوٹ
۴۸۴ حیات بیگم صاحبہ 〃 گجرات
۴۸۵ کریم بی بی صاحبہ 〃 سیالکوٹ
۴۸۶ خورشید بیگم صاحبہ 〃 گورداسپور
۴۸۷ حفیظ بیگم صاحبہ 〃 〃
۴۸۸ محمد بی بی صاحبہ 〃 〃
۴۸۹ سکینہ بیگم صاحبہ 〃 〃
۴۹۰ برکت بی بی صاحبہ 〃 سیالکوٹ
۴۹۱ صغریٰ بی بی صاحبہ 〃 گورداسپور
۴۹۲ نعامت صاحبہ 〃 گجرات
۴۹۳ نعامت صاحبہ 〃 〃
۴۹۴ مہتاب بی صاحبہ 〃 گورداسپور
۴۹۵ سردار بی بی صاحبہ 〃 〃
۴۹۶ حمیدہ بیگم صاحبہ 〃 سیالکوٹ
۴۹۷ جان بی بی صاحبہ 〃 〃
۴۹۸ خورشید بیگم صاحبہ 〃 〃
۴۹۹ نواب بی بی صاحبہ 〃 گورداسپور
۵۰۰ جنت بی بی صاحبہ 〃 لائلپور
۵۰۱ برکت بی بی صاحبہ 〃 سیالکوٹ
۵۰۲ حلیمہ بی بی صاحبہ 〃 ملتان
۵۰۳ بی بی بیراں صاحبہ 〃 〃
۵۰۴ ثریا بیگم صاحبہ 〃 لاہور
۵۰۵ بشیر بیگم صاحبہ 〃 سیالکوٹ
۵۰۶ فاطمہ بی بی صاحبہ 〃 گوجرانوالہ
۵۰۷ رسول بی بی صاحبہ 〃 سیالکوٹ
۵۰۸ شریفہ بی بی صاحبہ 〃 〃
۵۰۹ برکت صاحبہ 〃 شیخوپورہ
۵۱۰ سعیدہ صاحبہ 〃 امرتسر
۵۱۱ بی بی خانم صاحبہ 〃 گورداسپور
۵۱۲ کلثوم صاحبہ 〃 سیالکوٹ
۵۱۳ سردار بی بی صاحبہ 〃 〃
۵۱۴ ریشم بی بی صاحبہ 〃 گورداسپور
۵۱۵ سکینہ بیگم صاحبہ 〃 گوجرانوالہ
۵۱۶ برکت صاحبہ 〃 گورداسپور
۵۱۷ عزیز بی بی صاحبہ 〃 〃
۵۱۸ رحمتے صاحبہ 〃 لاہور
۵۱۹ فاطمہ بی بی صاحبہ 〃 شیخوپورہ
۵۲۰ برکت بی بی صاحبہ 〃 سیالکوٹ
۵۲۱ مہر بی بی صاحبہ 〃 〃

۵۲۲ بیگم جان صاحبہ ضلع گورداسپور
۵۲۳ بوڑھی صاحبہ 〃 گجرات
۵۲۴ حاکم بی بی صاحبہ 〃 گورداسپور
۵۲۵ رحمی صاحبہ 〃 گوجرانوالہ
۵۲۶ سردار صاحبہ 〃 〃
۵۲۷ عالم بی بی صاحبہ 〃 〃
۵۲۸ عزیزہ صاحبہ 〃 لاہور
۵۲۹ ریشم بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۵۳۰ مبارک بیگم صاحبہ شیخوپورہ
۵۳۱ سردار بی بی صاحبہ بہندر 〃
۵۳۲ شریفہ بی بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۵۳۳ عظمت صاحبہ 〃 گجرات

۵۳۴ سردار بی بی صاحبہ ضلع گوجرانوالہ
۵۳۵ رسول بی بی صاحبہ 〃 سیالکوٹ
۵۳۶ حسان بی بی صاحبہ 〃 گورداسپور
۵۳۷ اقبال بیگم صاحبہ 〃 لاہور
۵۳۸ مہر بی بی صاحبہ 〃 امرتسر
۵۳۹ محمد بی بی صاحبہ 〃 سیالکوٹ
۵۴۰ عائشہ بیگم صاحبہ 〃 فیروزپور
۵۴۱ برکت بی بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۵۴۲ فضل دین صاحب 〃 ملتان
۵۴۳ رحمت بی بی صاحبہ 〃 〃
۵۴۴ خورشید بیگم صاحبہ 〃 〃
۵۴۵ میاں رحمت خان صاحب 〃 گجرات

۵۴۶ مرزا محمد یوسف بیگ صاحب دہلی
۵۴۷ ابراہیم صاحب سنگاپور
۵۴۸ عبد الرحیم صاحب پشاور
۵۴۹ میر جمال صاحب 〃
۵۵۰ مسٹر پی محی دین صاحب مالابار
۵۵۱ مسٹر عبد الوہاب صاحب 〃
۵۵۲ مسٹر محمد رشید صاحب 〃
۵۵۳ مسٹر محمد تبیلا سیلونی 〃
۵۵۴ مسٹر عبد الہادی صاحب سیلونی 〃
۵۵۵ راجن بی بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۵۵۶ سردار بیگم صاحبہ 〃 〃
۵۵۷ غلام فاطمہ صاحبہ 〃 〃
۵۵۸ نجیب اللہ صاحب 〃 〃
۵۵۹ خورشید بیگم صاحبہ 〃 〃
۵۶۰ عبد اللہ صاحب 〃 〃
۵۶۱ نواب خان صاحب 〃 ملتان
۵۶۲ اہلیہ احمد الدین صاحب 〃 لائلپور
۵۶۳ سلطان علی صاحب 〃 گوجرانوالہ
۵۶۴ شیخ انوار حسین صاحب بمبئی
۵۶۵ جواد الحسین صاحب ٹپرا (بنگال)
۵۶۶ اللہ داد صاحب ضلع لاہور
۵۶۷ اللہ رکھی صاحبہ 〃 گجرات
۵۶۸ غلام محمد صاحب 〃 ہوشیارپور
۵۶۹ طالعہ بی بی صاحبہ 〃 لائلپور
۵۷۰ فیض اللہ صاحب ٹپرا (بنگال)
۵۷۱ غلامی صاحب ریاست نابھہ
۵۷۲ فاطمہ صاحبہ 〃
۵۷۳ سکھی صاحبہ 〃
۵۷۴ منور حسین خان صاحب ضلع گجرات
۵۷۵ حکیم محمد صدیق صاحب چپرا (بہار)
۵۷۶ شیر شاہ صاحب ضلع لدھیانہ
۵۷۷ رمضان علی صاحب گنگ
۵۷۸ عبد الخالق صاحب لکھنؤ
۵۷۹ ابو الحسن صاحب عباسی 〃
۵۸۰ نواب دین صاحب ضلع گورداسپور
۵۸۱ مظفر احمد صاحب جہلم
۵۸۲ لال خان صاحب چمبہ
۵۸۳ رحمت علی صاحب ضلع لاہور
۵۸۴ ظہور احمد صاحب 〃 شیخوپورہ
۵۸۵ محمد اکبر صاحب 〃 گجرات
۵۸۶ میاں حسن محمد صاحب 〃 〃
۵۸۷ میاں خان صاحب 〃 〃

اعلان

جماعت ہائے پنجاب و دیگر صوبہ جات کو چاہیئے کہ سرکاری طور پر جہاں جہاں میونسپلٹیوں یا ڈسٹرکٹ بورڈوں میں دوا خانے کھولے جائیں فوراً مرکز کو اطلاع دی جائے۔

ناظر امور عامہ

مشاورۃ ۱۹۳۵ء کی تعمیل

خان حامد حسین خان صاحب ریڈر کلکٹری نے مطابق فیصلہ مشاورۃ ۱۹۳۵ء اپنی آمدنی کی وصیت بھی جنوری ۱۹۳۶ء سے کردی ہے۔ سیکرٹری مقبرہ بہشتی

چولہ بابا نانک

مندرجہ بالا عنوان سے مولوی ابوالفضل محمود صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم "چولہ صاحب اور بابا نانک کا اسلام" رسالہ کی صورت میں شائع کی ہے۔ ٹائیٹل نہایت دیدہ زیب ہے قیمت ۱؎ ہے۔ احباب سکھوں میں تقسیم کرنیکیلئے حسب ضرورت ان سے منگوا سکتے ہیں۔

ماں کا خط اپنی بیٹی کے نام

میری نور نظر بچی خدا تم کو سلامت رکھے۔ ابھی دو مہینے باقی ہیں۔ اور تم نے ابھی سے گھبرا گھبرا کر خط لکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ اگرچہ پیدائش کی گھڑیاں بہت ہی مشکل ہوتی ہیں۔ اور بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت دوبارہ دنیا میں آتی ہے۔ لیکن میری بچی تمہیں میرے تجربہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی بچہ کی پیدائش پر کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ کیونکہ تمہارے اباجان ایسے موقعہ پر مجھے ہمیشہ **ڈاکٹر منظور احمد صاحب مالک شفاخانہ دلپذیر قادیان ضلع گورداسپور** سے اکسیر تسہیل ولادت منگا دیا کرتے تھے۔ اس سے بچہ آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعد کی دردیں بالکل نہیں ہوتیں۔ قیمت بھی اس کی زیادہ نہیں۔ شاید دو روپے آٹھ آنہ (عمہ) ہے۔ جو کہ فوائد کے لحاظ سے بالکل حقیر ہے۔ اپنے میاں سے کہہ کر یہ دوائی ضرور منگوا رکھیں۔

والسلام

تعارف

ہومیوپیتھک علاج کی مقبولیت عام ہے جس نے ایک بار آزمایا۔ دوسرا علاج پسند نہ کیا۔ کڑوی کسیلی دوا اور کشتہ جات کا استعمال اس علاج میں نہیں ہے۔ نہ ہی انجکشن کے بد اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ فصد اور اپریشن کی ضرورت نہیں۔ میٹھی دوا کوٹنے چھاننے رگڑنے کی ضرورت نہیں۔ دوا کا بیرونی استعمال کم ہے۔ ہر مرض میں کھانے کی دوا حیرت انگیز اثر کرتی ہے۔ سینکڑوں مجھ سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ ضرورتمند ایک آنہ تحریک جدید میں داخل کریں۔ مفت مشورہ لیں

ایم۔ ایچ۔ احمدی چتوڑ گڑھ میواڑ

جنرل سروس کمپنی قادیان

جو احباب قادیان میں جائیداد (زمین یا مکان) خرید و فروخت کرنا۔ نئی عمارات کی تعمیر کے متعلق مشورہ کرنا یا نگرانی کا بندوبست کرانا پودوں اور باغات وغیرہ کے متعلق معلومات حاصل کرنا اور آب پاشی کیلئے الیکٹرک موٹر اور اپنے نئے یا پرانے مکانات میں بجلی کی وائرنگ کرانا چاہتے ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ منیجر جنرل سروس کمپنی قادیان سے خط و کتابت کریں:۔ انتظام تسلی بخش کیا جائے گا۔

خاکسار مرزا منصور احمد منیجر کمپنی ہذا

سونا دو روپے تولہ جرمنی کی ایجاد کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں

انکو کاریگر نے اس خوبصورتی کے ساتھ بنایا ہے۔ کہ ہاتھ چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ پانچسو روپے کی چوڑیاں بنوا کر ان کے سامنے رکھدو۔ پھر دیکھو کونسی خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ تجربہ کار سنار ہو کا رہی یکایک نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ سونے کی نہیں۔ نازک نازک ہاتھوں میں پہنا کر ان کی بہار دیکھئے ہر گھڑی ایک نئی طرز معلوم ہوتی ہے۔ کلائی پر نور برستا ہے کسب کی نظر انپر نہ پڑے تو بات نہیں چمک دمک رنگ روپ مثل سونے کے قائم رہتا ہے قیمت ایک سٹ بارہ چوڑیاں تین روپے (۳؍ روپے) تین سٹ پر ایک سٹ انعام محصولڈاک ۸؍ فرمایش کے ساتھ ناپ ضرور روانہ کریں۔

محمد شفیق اینڈ کو رورکی۔ یو۔ پی۔

معجون عنبری

یہ دوا بھر دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے۔ جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابل میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے۔ کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اس قدر مقوی دماغ ہے۔ کہ بچپنے کی باتیں بھی خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آب حیات کے تصور فرمایئے۔ اس کے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کیجئے۔ بعد استعمال پھر وزن کیجئے۔ ایک شیشی چھ سات سیر خون آپ کے جسم میں اضافہ کر دے گی۔ اس کے استعمال سے ۱۸ گھنٹے تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول اور مثل کندن کے درخشاں بنا دیگی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے بامراد بن کر مثل پندرہ سالہ جوان کے بن گئے۔ یہ نہایت مقوی بھی ہے۔ اس کی صفت تحریر میں نہیں آسکتی تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا آج تک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی قیمت فی شیشی دو روپیہ (عہ) ۔ نوٹ:۔ فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس فہرست دواخانہ مفت منگایئے۔ ہر مرض کی مجرب دوا منگایئے جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے

ملنے کا پتہ **مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ**

مفرح یاقوتی

شادی ہو گئی؟ آپ جو چیز چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے

یہ مرد عورت کے لئے تریاقی نہایت تفریح بخش دل کو ہر وقت خوش رکھنے والی۔ دماغی قلبی اور عصبی کمزوری کیلئے ایک لاثانی دوا ہے۔ اس سے اولاد کی کثرت ہوتی ہے۔ زندگی کی روح اور جوانی کی جان ہے۔ آج ہی استعمال کر کے دیکھئے۔ اور لطف زندگی اٹھایئے۔ عورتوں اور مردوں کے پوشیدہ امراض کیلئے یہ ایک اکسیر چیز ہے حمل میں استعمال کرنے سے بچہ نہایت خوبصورت تندرست اور ذہین پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔ اس کی پانچ روپیہ قیمت سن کر نہ گھبرایئے۔ نہایت ہی قیمتی اور نہایت عجیب الاثر تریاقی مفرح اجزاء مثلاً سونا عنبر موتی کستوری۔ جدوار اصیل یاقوت مرجان کہربا۔ زعفران ابریشم مقرض کی کیمیاوی ترکیب انگور سیب وغیرہ میوہ جات کا رس مفرح ادویات کی روح نکال کر بنایا جاتا ہے۔ تمام مشہور حکیموں اور ڈاکٹروں کی مصدقہ دوائی ہے۔ علاوہ اس کے ہندوستان کے رؤساء امراء و معززین حضرات کے بیشمار سرٹیفکیٹ مفرح یاقوتی کی تعریف و توصیف کے موجود ہیں۔ چالیس سال سے زیادہ مشہور اور ہر اہل و عیال والے گھر میں رکھنے والی چیز ہے حضرت خلیفہ المسیح اولؓ اور تمام اکابرین ملت احمدیہ اس کے عجیب الفوائد اثرات کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس کے اندر کوئی زہریلی اور نشہ دار دوا شامل نہیں ہے دنیا بھر میں وہ انسان مفرح یاقوتی استعمال کرتے ہیں جو کمزوری وغیرہ پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور جن کو جوانی میں خاص زندگی سے لطف اندوز ہونے کی آرزو ہے۔ مفرح یاقوتی بہت جلد اور یقینی طور پر پٹھوں اور اعصاب کو قوت دیتی ہے عورت اور مرد اپنی طاقت اور جوانی کو اس کے ذریعہ قائم رکھ سکتے ہیں۔ تمام مفرحات مقویات اور تریاقات کی سرتاج ہے۔

پانچ تولہ کی ایک ڈبیہ صرف پانچ روپیہ (صہ) میں ایک ماہ کی خوراک

دواخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین بیرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۷ فروری۔ ہسپانوی مراکش میں یہ افواہ مشہور ہے۔ کہ حکومت فرانس نے اپنی مطلب برآری کے لئے امیر عبدالکریم مجاہد ریف کو نظر بندی سے رہا کر دیا ہے۔ امیر مذکور جنرل فرانکو کا سخت دشمن ہے۔ اور اس کا ہسپانوی مراکش کے عربوں پر کافی اثر ہے۔ اس لئے فرانس نے ہسپانوی باغیوں کے خلاف اس کے اثر سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے اسے رہا کیا ہے۔

اویلا ۷ فروری۔ میڈرڈ پر باغیوں نے کل پھر حملہ کیا۔ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ تمام دن ہولناک لڑائی ہوتی رہی اور حملہ آوروں نے بعض اہم مقامات پر حملہ کر دیا۔ گورنمنٹ کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ کل شام کو باغیوں نے میڈرڈ پر جنوب کی طرف سے تین حملے کئے۔ سرکاری فوجوں نے حملہ آوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور باغیوں کو پسپا کر دیا۔

کلکتہ ۷ فروری۔ اخبار "امرت بازار پتریکا" کا نامہ نگار متعینہ لندن لکھتا ہے کہ ڈیوک آف ونڈسر اپریل کے آخری ہفتہ میں وائنا میں مسز سمپسن سے شادی کریں گے۔ مسز سمپسن ۲۴ اپریل تک وائنا پہنچ جائے گی۔ ڈیوک آف ونڈسر نے ڈیوک آف کینٹ اور ڈیوک آف گلاسٹر کو تقریب شادی میں شریک ہونے کی دعوت دی ہے۔

کراچی ۷ فروری۔ حکومت سندھ نے حکومت ہند سے درخواست کی ہے۔ کہ سندھ سکرٹریٹ اور دیگر عمارتوں کی تعمیر کے لئے ۷ لاکھ روپیہ کی بجائے اسے ۲۵ لاکھ روپے کی گرانٹ دی جائے۔

جبل الطارق ۷ فروری۔ ہسپانوی باغیوں کا بیان ہے۔ کہ باغی فوجیں آہستہ آہستہ ملاغہ کا چاروں طرف سے احاطہ کر رہی ہیں۔ غرناطہ کی طرف آنے والی افواج ملاغہ سے چار میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں پر قابض ہو گئی ہیں۔ ملاغہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ باغیوں نے جرمن لشکروں کے ہمراہ ملاغہ پر کئی بار زور شور سے حملہ کیا۔ لیکن ہر بار انہیں پسپا ہونا پڑا۔ اور لڑائی کے دوران متعدد جرمن سپاہی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

فرانس ۷ فروری۔ فرانس کے ایک سابق وزیر اعظم فرانکوس مارشل کو دھوکا دہی کے جرم میں دو سال قید کا حکم ہوا ہے

کولمبو ۷ فروری۔ مدراس کا ایک ہوائی جہاز کل پرواز کرتا ہوا سمندر میں گر پڑا۔ جس کے نتیجہ میں ہواباز اور اس کا رفیق زخمی ہو گئے۔ پانی زیادہ گہرا نہیں تھا۔

لنڈن ۷ فروری۔ حکومت ترکیہ اور لنڈن کی ایک کمپنی میں ایک عرصہ سے لوہے کو خریدنے کے لئے جو گفت و شنید ہو رہی تھی۔ وہ پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔ معاہدہ کے مطابق حکومت ترکی برطانیہ کی ۸ مختلف فرموں سے ۳ لاکھ پونڈ فولاد خرید لیگا۔ اس فولاد سے ترکی میں مختلف اقسام کی مشینری تیار کی جائیگی

ویٹیکن شہر ۷ فروری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ پاپائے روم کی صحت بحال ہو گئی ہے۔

نیویارک ۷ فروری۔ دریائے مسسی سپی میں پھر طغیانی آ رہی ہے لیکن سیلاب زیادہ خطرناک نہیں رہا۔ سیلاب زدہ رقبہ میں ایک فیکٹری میں آگ لگنے سے ۵۰ ہزار پونڈ کا نقصان ہو گیا۔ سوا لاکھ کے قریب مزدور سیلاب روکنے کے لئے بند باندھ رہے ہیں۔

کلکتہ ۷ فروری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ گورنر بنگال مندرجہ ذیل افراد کو کابینہ بنگال کے ارکان مقرر کرنے والے ہیں۔ (۱) مسٹر اے کے فضل الحق وزیر اعظم (۲) خواجہ سر ناظم الدین (۳) مولوی شیر علی (۴) نواب سر کے جی ایم فاروقی (۵) مسٹر ایچ ایس سہروردی (۶) نلینی رنجن سرکار (۷) مسٹر ایس پی کرجی وائس چانسلر کلکتہ یونیورسٹی (۸) سر بی پی سنگھ رائے۔ (۹) مسٹر مکند بہاری اچھوت لیڈر اگر یہ تجویز کامیاب ہو گئی۔ تو کانگرس پارٹی جس کے ارکان کی تعداد ۶۰ کے قریب ہے۔ بنگال اسمبلی کے لئے "حزب المخالفہ" کا کام دے گی۔

لاہور ۷ فروری۔ "سول" کا نامہ نگار خصوصی دہلی سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ اس سال اس امر کا کوئی احتمال نہیں۔ کہ ملک معظم ہندوستان تشریف لا کر دہلی کے کسی دربار میں شامل ہوں۔ چنانچہ حکومت ہند نے آئندہ سردی کے موسم میں تاجپوشی کے دربار کے انعقاد کے خیال کو ترک کر دیا ہے۔ حکومت کے اس فیصلہ کی وجوہ یہ ہیں۔ کہ (۱) حکومت صوبجاتی آزادی کے عملی اقدامات دیکھنے کی مشتاق ہے (۲) دہلی میں اس خواہش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کہ ملک معظم کی تاجپوشی کا دربار فیڈریشن کے قیام کے ساتھ منعقد ہونا چاہیئے۔

لنڈن ۷ فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ملک معظم جارج ششم کی خدمت میں اپنا اعتماد نامہ پیش کرتے وقت جرمن سفیر ربن ٹراپ نے خلاف معمول بادشاہ کے سامنے سیدھے کھڑے ہو کر نازی طریق پر سلام کیا۔ اور "ہیل ہٹلر" یعنی "ہٹلر زندہ باد" کا نعرہ لگایا۔

امرتسر ۷ فروری۔ گیہوں حاضر ۳ روپے ۳ آنے سے ۴ روپے ۴ آنے تک۔ گیہوں چیت ۳ روپے ۴ آنے گیہوں ہاڑ ۳ روپے ۲ آنے۔ نخود حاضر ۲ روپے ۴ آنے ۹ پائی۔ کھانڈ دیسی ۷ روپے ۲ آنے سے ۸ روپے ۶ آنے کپاس ۶ روپے ۱۰ آنے۔ روئی ۱۶ روپے۔ سونا دیسی ۳۶ روپے ۱ آنہ ۶ پائی اور چاندی دیسی ۵۱ روپے ہے۔

لنڈن ۷ فروری۔ مجلس عدم مداخلت نے یورپ کی ممتاز سلطنتوں کے سامنے ایک سکیم پیش کی ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ ساحل ہسپانیہ پر بین الاقوامی نگرانی قائم رکھی جائے۔ تاکہ وہاں متحارب فریقین کو اسلحہ نہ پہنچ سکیں۔ سوویٹ روس اس سکیم میں حصہ لینے کی خواہش رکھتا ہے برطانیہ۔ آسٹریا۔ ترکی اور آئرلینڈ نے اس سکیم کو منظور کر لیا ہے۔ اور مزید ۴ سلطنتوں کے جوابات بھی جلد موصول ہونے والے ہیں۔

نئی دہلی ۷ فروری۔ ایوان والیان ہند کی جنرل کمیٹی کا اجلاس پندرہ دن کے بعد آج ختم ہو گیا۔ اجلاس میں متفقہ طور پر فیڈریشن کی سکیم کو منظور کر لیا گیا اس سلسلہ میں ایک رپورٹ بھی تیار کی گئی ہے۔ جسے مہاراجہ پٹیالہ ایوان شہزادگان کے قائم مقام چانسلر مہاراجہ دھولپور کو پیش کریں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ فیڈریشن کے مسائل کے متعلق اس اجلاس کی آراء اور سفارشات بھی وہی ہیں۔ جو حیدری کمیٹی پیش کر چکی ہے۔

امرتسر ۷ فروری۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امرتسر کے مسلمانوں۔ ہندوؤں اور سکھوں کے جلوس میں ۵ فروری کو مکمل شان سے نکالا گیا۔ ایک گاڑی پر احرار کی شریعت کے امیر مولوی عطاء اللہ کی تصویر کے ساتھ بعینہٖ مرغ کا کارٹون بنایا ہوا تھا۔

پشاور ۷ فروری۔ وزیرستان کی فوج کا کپتان موٹر میں ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف آ رہا تھا۔ کہ رزمک سے ۸ میل کے فاصلہ پر نامعلوم اشخاص نے اس پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں اس کے دائیں جانب بہت سی چوٹیں آئیں۔ اور اس کا اردلی مارا گیا۔

امرتسر ۷ فروری۔ امرتسر میں ڈاکٹر سیف الدین کچلو کے جلوس پر احراری لفنگوں کا حملہ کے عنوان کے ماتحت اخبار "زمیندار" لکھتا ہے۔ کہ جلوس پر اینٹیں پھینکنے والوں اور لاٹھیوں سے حملہ کرنے والوں کے خلاف شہر میں ہر ہندو۔ مسلمان اور سکھ نفرت کا اظہار کر رہا ہے اور احرار کا رہا سہا وقار خاک میں مل گیا ہے۔

امرتسر ۷ فروری۔ آج ڈاکٹر ستیہ پال صدر پنجاب پراونشل کانگرس پارٹی بٹالہ سے ۲ میل امرتسر کی طرف موٹر کے حادثہ میں سخت زخمی ہو گئے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ گورداسپور سے واپس لاہور آ رہے تھے۔ کہ بٹالہ سے گذر کر ۲ میل کے فاصلہ پر کار کا ایک پہیہ نکل گیا جس سے کار الٹ گئی۔ ڈاکٹر صاحب اور ڈرائیور

مہتمم عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی